السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ مال تجارت میں زکوۃ فرض ہے ، یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مال تجارت میں زکوۃ فرض ہے ، بدلیل اس آیت کے :

{ اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ ... الایۃ }

واضح ہو کہ کسب میں دستکاری اور بیع وشریٰ داخل ہے ، بدلیل روایت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے رافع بن خدیج سے :

((قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الکسب اَطیبُ قال حملُ الرجل بیدہٖ وکل بیع مبرور)) (رواہ احمد کذا فی المشکوۃ)

بنا بریں اس کے امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے ، زکوۃ کسب اور تجارت میں یعنی ان دونوں صورتوں میں زکوۃ واجب ہوتی ہے ، یعنی جو مال کسب ودستکاری اور بیع وشریٰ سے بقدر نصاب کے حاصل ہو ، اس میں زکوۃ واجب ہوگی ، اس لیے کہ رسول خدا ﷺ نے کسب مطلق میں کسب تجارت کو شامل کیا ، اور یہ آیت { اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ } سے فرضیت زکوۃ اظہر من الشمس ہے ، اجماعاً تو مکسوبہ تجارت میں بھی زکوۃ بلاشبہ واجب ہوگی ، اسی واسطے اس پر بھی اجماع منعقد ہوا ، منکر اور مخالف اس کا مذاق قرآن مجید اور محاورۂ لسان عرب سے محفوظ ماہر نہ ہوا ، ((اَللّٰھُمَّ اَغْفِرْلَہٗ وارحمہ))

باب صدقة الكسب والتجارة :

لقول اللہ تعالیٰ :

{ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ انتھی } (البقرۃ : ۲٦٧)

((ظاہر الآیۃ یدل علیٰ وجوب الزکوۃ فی کل یکتسبہ الانسان وفیدخل فیہ زکوۃ التجارۃ وزکوۃ الذہب والفضۃ وزکوۃ النعم لان ذالک مما یوصف بانہ مکتب کذا فی التفسیر لکبیر وہذہ الآیۃ سند الاجماع وحجۃ للجمہور علی داؤد حیث قال لایجب الزکوۃ الا فی الانعام وعند الجمہور یجب فی العروض والعقار ایضاً اذا کان للتجارۃ وانما شرطوا نیۃ التجارۃ لان النمو شرط لوجوب الزکوۃ بالاجماع ولا نمو فی العرض الابنیۃ التجارۃ وعن ابن عمر لیس فی العروض زکوۃ الا ما کان للتجارۃ رواہ الدار قطنی ... ومما یدل علیٰ وجوب الزکوۃ فی العروض ماروی عن حماسٍ قال مررت علی عمر بن خطاب ولعی عنقی اومتۃ احملہا فقال الا تؤدی زکوہت ک یا حماس فقال مالی غیر ہذا واُہبۃ فی القرظ قال تلک مال ضعہا فقضعتہا بین یدیہ فحسبہا قد وجبت الزکوۃ فیہا فاخذ منہا الزکوۃ رواہ الشافعی واحمد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق وسعید بن منصور والدار قطنی ص ج ، انتہی ما فی التفسیر المظہری للقاضی ثناء اللہ الپانی پتی))

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد ماجد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ازالۃ الخلفاء میں فرماتے ہیں :

((الشافعی عن ابن عمرو ابن حماس ان اباہ قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی اومتۃ احملہا فقال عمر الا تؤدی زکوتک یا حماس فقلت یا امیر المؤمنین مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی القرظ قال ذلک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ انتہی ما فی ازالۃ الخلفاء))

یہ روایت حضرت عمر کی اگرچہ لفظاً موقوف ہے ، مگر باعتبار حکم کے مرفوع ہے کیونکہ جس امر میں رائے کو دخل نہیں اس وک صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا ، جب تک حضرت رسول مقبول ﷺ سے نہ سنا ہو ، جیسا کہ اہل حدیث اور فقہ پر مخفی نہیں ، اور اس آیت کریمہ { وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ہ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ } سے بھی مال تجارت میں فرضیت زکوۃ ثابت ہوتی ہے ، کیونکہ فی اموالہم میں تجارت بلاریب شامل ہے ، بدلیل اس آیت کے { لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً ای اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ الاموال اموال تجارۃ صاورۃ عن تراضٍ منکم } چنانچہ تفسیروں میں مذکور ہے ، لہٰذا تفسیر عزیزی میں پہلی آیت کا اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے ، { وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ } یعنی وکسانیکہ در جمیع انواع مالہائے ایشان از نقد ومحصول زراعت ومال تجارت وبردہ حق معلوم یعنی حقے است مقرر کردہ شدہ ومعین نمودہ کہ آن زکوۃ است وصدقۃ فطرا انتہیٰ مختصراً

اور ماہرین شریعت پر واضح ہے کہ صلوۃ حق بدن ہے اور زکوہ حق مال ہے ، اور مال تجارت جنس اموال میں بلاریب شامل ہے ، اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے جہاد کیا جیسا کہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے ، اور اکتساب تین وجہ سے حاصل ہوتا ہے ، یا مواشی سائمہ (۱) یا زراعت یا تجارت سے لہٰذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں :

(۱) وہ جانور جو باہر جنگل میں چرتے ہیں ۔ ۱۲

((الاموال النامیۃ ثلثۃ اصناف الماشیۃ المتناسلۃ السائمۃ والزروع والتجارۃ ولما کان دوران تجارۃ من البلدہ ان النائیۃ وحصاد الزروع وجنی الثمرات فی کل سنۃ وہی مدۃ صالحۃ لمثل ہذہ التقدیرات انتہیٰ کلامہ))

اور سابق معلوم ہو چکا کہ بیع کسب میں داخل ہے بدلیل روایت امام احمد کے رافع بن خدیج سے اور بیع عبارت ہے دوران مال تجارت سے تو نصف قرآن سے زکوۃ مال تجارت میں بھی فرض ہوئی ، کیونکہ صیغہ { انفقوا } کا آیت { انفقو من طیبات ما کسبتم } میں واسطے وجوب فرضی کے ہے علی الاطلاق تو فرضیت زکوۃ مال تجارت میں قرآن مجید میں ثابت ہوئی حدیث ابو داؤد کی جو بدربارۂ زکوۃ مال تجارت کے واد ہے ، اور وہ حدیث یہ ہے :

((عن سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ ﷺ یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدہ للبیع)) (رواہ ابو داود ، وانسادہ لین کذا فی بلوغ المرام)

سو یہ حدیث دلیل مستقل فرضیت زکوۃ مال تجارت پر نہیں ہے ، بلکہ وہ دلالت کرتی ہے ، نص آیت { انفقو من طیبات ما کسبتم } اور سند اجماع پر اور یہ حدیث سند اجماع کے لیے کافی ہے ، اگرچہ سند اس کی لین وضعیف ہے ، اور فی نفسہٖ قوی نہیں کہ موجب اسکات ہو ، البتہ اجاع سے اس میں قوت آ گئی ہے ، چنانچہ تفصیل اور تشریح اس کی بحث اجماع میں مذکور ہے ، ((کما لا یخفیٰ علی الماہر باقوال العلماء من المتقدمین والمتاخرین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا

اولی الالباب))

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد7ص64۔66

محدث فتویٰ